تفسير

سورۃ الحجرات

سوال ۱۔ سورۃ حجرات کہاں نازل ہوئی؟

ج۔ سورۃ حجرات مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہے۔

سوال ۲۔ سورۃ حجرات میں رکوع اور آیات کی تعداد کتنی ہے؟

ج۔ اس سورت میں 2 رکوع اور 18 آیتیں ہیں۔

سوال ۳۔ سورۃ حجرات کا نام "حجرات" رکھنے کی وجہ کیا ہے؟

ج۔ حجرات کا معنی "حجرے اور کمرے" ہیں، اور اس سورت کی آیت نمبر 4 میں حجرات کا لفظ ہے اسی مناسبت سے اس سورت کا نام "سورۃ الحجرات" ہے۔

سوال ۶ ۱۔ سورۃ حجرات کا مرکزی مضمون کیا ہے؟

ج۔ اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس سورت میں متعدد امور میں مسلمانوں کی تربیت فرمائی گئی ہے اور اس سورت میں یہ چیزیں بیان کی گئی ہیں۔

(1) اس سورت کی ابتداء میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کے خصوصی آداب بیان کیے گئے ہیں اور جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آوازیں نیچی رکھتے ہیں انہیں بخشش اور بڑے ثواب کی بشارت دی گئی۔

(2) مسلمانوں کو معاشرتی آداب بتائے گئے اور ان کی اخلاقی تربیت کی گئی کہ تحقیق کیے بغیر کوئی خبر قبول نہ کریں، کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی نہ کریں، کسی کی غیبت نہ کریں، کسی کا نام نہ بگاڑیں اور کسی کا مذاق نہ اڑائیں۔

CS CamScanner

(3) یہ حکم دیا گیا کہ اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دی جائے اور اگر وہ صلح نہ کریں تو ان میں سے جو گروہ باطل پر ہو تو اس کے ساتھ جنگ کی جائے یہاں تک کہ وہ راہِ راست پر گامزن ہو جائے۔

(4) اس سورت کے آخر میں اپنے ایمان کا احسان جتانے والوں کی سرزنش کی گئی اور یہ بتایا گیا کہ کسی کا اسلام قبول کرنا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی احسان نہیں ہے نیز حقیقی مسلمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر وہ دین کے کسی کام میں شک نہ کرے اور اپنی جان اور مال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرے۔

سوال 2: سورۂ حجرات کی سورۂ فتح کے ساتھ کیا مناسبت ہے؟

ج: سورۂ حجرات کی اپنے سے ماقبل سورت "فتح" کے ساتھ ایک مناسبت یہ ہے کہ سورۂ فتح میں کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا

اور سورۂ حجرات میں باغیوں کے ساتھ جہاد کرنے کے بارے میں بیان ہوا۔
دوسری مناسبت یہ ہے کہ دونوں سورتوں میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان اور مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔

سوال:۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا : اس آیت کی تفسیر تحریر کریں؟

ج:۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ملحوظ رکھنے کی تعلیم دی ہے اور آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر کسی قول اور فعل میں اصلاً ان سے آگے نہ بڑھنا تم پر لازم ہے کیونکہ یہ آگے بڑھنا رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے جبکہ بارگاہِ رسالت میں نیاز مندی اور آداب کا لحاظ رکھنا لازم ہے اور تم اپنے تمام اقوال و افعال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو گے تو یہ ڈرنا تمہیں آگے بڑھنے سے روکے

گا اور ویسے بھی اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ وہ تمہارے تمام اقوال کو سنتا اور تمام افعال کو جانتا ہے اور جس کی ایسی شان ہے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

سوال .. یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا: اس آیت کے شان نزول سے متعلق دو روایات تحریر فرمائیں؟

ج ① چند لوگوں نے عید الاضحیٰ کے دن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں۔

② حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک دن پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو۔

سوال:۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت سے متعلق کیا فرماتے ہیں؟

ج:۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: (اس آیت کا) شانِ نزول کچھ بھی ہو مگر یہ حکم سب کو عام ہے یعنی کسی بات میں، کسی کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے ہونا منع ہے۔ اگر حضور علیہ السلام کے ہمراہ راستہ میں جا رہے ہوں تو آگے آگے چلنا منع ہے مگر خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت سے اجازت لے کر (چلنا منع نہیں) اگر ساتھ کھانا ہو تو پہلے شروع کر دینا ناجائز۔ اسی طرح اپنی عقل اور اپنی رائے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے مقدم کرنا حرام ہے۔

CamScanner

سوال ۹: آیت "لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ" سے
سے متعلق 5 باتیں تحریر فرمائیں۔

ج: یہاں اس آیت سے متعلق 5 باتیں ملاحظہ
ہوں۔

CS CamScanner

① ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اتنی بلند ہے کہ ان کی بارگاہ کے آداب اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمائے ہیں۔

② ۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سے آگے نہ بڑھنے کا فرمایا گیا حالانکہ اللہ تعالیٰ سے آگے ہونا ممکن ہی نہیں ہے کیونکہ وہ نہ زمانہ میں ہے نہ کسی مکان میں اور آگے ہونا یا زمانہ میں ہوتا ہے یا جگہ میں، معلوم ہوا کہ آیت کا مقصد یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے نہ بڑھو ان کی بے ادبی دراصل اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے۔

③ ۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کی حیثیت سے یا کسی ضرورت کی بنا پر آپ سے اجازت لے کر آگے بڑھنا اس ممانعت میں داخل نہیں ہے، لہٰذا احادیث میں جو بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے آگے چلنا مذکور ہے وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ ان کا چلنا خادم کی حیثیت سے تھا، یونہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امامت کروانا بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ آپ کا یہ عمل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے تھا۔

(4)۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ علمائے کرام چونکہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں اس لئے ان سے آگے بڑھنا بھی اس ممانعت میں داخل ہے اور اس کی دلیل حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی وہ روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا" اے ابو درداء! کیا تم اس کے آگے چلتے ہو جو تم سے بلکہ ساری دنیا سے افضل ہے۔

یاد رہے کہ یہ ادب ان علمائے کرام کے لئے ہے جو اہلِ حق اور باعمل ہیں کیونکہ یہی علماء درحقیقت انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں جبکہ بدمذہبوں کے علماء اور بے عمل عالم اس ادب کے مستحق نہیں ہیں۔

(5)۔ بعض ادب والے لوگ بزرگوں یا قرآن شریف کی طرف پیٹھ نہیں کرتے، ان کے اس عمل کا ماخذ یہ آیت ہے۔

سوال: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ: اس آیت کی تفسیر تحریر فرمائیں!

ج: اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دو عظیم آداب سکھائے ہیں، پہلا ادب یہ ہے کہ اے ایمان والو! جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تم سے کلام فرمائیں اور تم ان کی بارگاہ میں کچھ عرض کرو تو تم پر لازم ہے کہ تمہاری آواز ان کی آواز سے بلند نہ ہو بلکہ جو عرض کرنا ہے وہ آہستہ اور پست آواز سے کرو۔ دوسرا ادب یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کرنے میں ادب کا پورا لحاظ رکھو اور جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہو اس طرح نہ پکارو بلکہ تمہیں جو عرض کرنا ہو وہ ادب و تعظیم اور توصیف و تکریم کے کلمات اور عظمت والے الفاظ کے ساتھ عرض کرو جیسے یوں کہو، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیونکہ ترک ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے اور اس کی تمہیں خبر بھی نہ ہوگی۔

سوال ۱: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ ۔ مفسرین نے اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں مختلف روایات ذکر کی ہیں ان میں سے چند روایت تحریر فرمائیں؟

ج ۱: ① حضرت ابن ابی مُلیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں دو بہترین حضرات ہلاک ہونے کے قریب جا پہنچے تھے ہوا یوں کہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں اس وقت اپنی آوازیں اونچی کر دی تھیں جب بنو تمیم کے سوار بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوئے تھے۔ اُن میں سے ایک صاحب نے بنی مجاشع کے بھائی اقرع بن حابس کی طرف اشارہ کیا (کہ انہیں ان کی قوم کا حاکم بنا دیا جائے) اور دوسرے نے ایک اور شخص کی جانب اشارہ کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آپ (یہ کہہ کر) میری مخالفت کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔ میں تو آپ کی مخالفت کرنا نہیں چاہتا یہ گفتگو کرتے ہوئے ان دونوں حضرات کی آوازیں بلند ہو گئیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

CamScanner

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ --- الآیہ۔

صحیح بخاری شریف کی دوسری روایت میں ہے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہی واقعہ مروی ہے، البتہ اس کے آخر میں یہ ہے کہ "اس گفتگو کے دوران ان کی آوازیں بلند ہو گئیں تو اس معاملے میں یہ آیت نازل ہوئی "یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا" یہاں تک کہ آیت (" وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ" تک) پوری ہوگئی۔ اس صورت میں اس شانِ نزول کا تعلق آیت نمبر 1 اور 2 دونوں سے ہے۔

(2) ۔ دوسرا شانِ نزول یہ بیان ہوا ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں منافقین اپنی آوازیں بلند کیا کرتے تھے تاکہ کمزور مسلمان (اس معاملے میں) ان کی پیروی کریں۔ اس پر مسلمانوں کو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آواز بلند کرنے سے منع کر دیا گیا (تاکہ منافق اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوں)۔

CS CamScanner

(3) تیسرا شانِ نزول یہ بیان کیا گیا ہے،
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی. وہ اونچا سنا کرتے تھے، اُن کی آواز بھی اُونچی تھی اور بات کرنے میں آواز بلند ہو جایا کرتی تھی اور بعض اوقات اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت ہوتی تھی۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلند آواز سے بات کرنا اگرچہ اونچا سننے کی معذوری کی بنا پر تھا لیکن معذوری اونچا سننا تقاضا کرتا اونچا بولنا کیونکہ اونچا سننے والے کیلئے اونچا بولنا ضروری نہیں اور اونچا سننے والے کو سمجھایا جائے کہ بھائی تمہیں اونچا سنتا ہے. دوسروں کو نہیں لہذا تم اپنی آواز پست رکھو تو اس کہنے میں حرج نہیں بلکہ یہ عین درست اور قابلِ عمل بات ہے اور تیسرے شانِ نزول کے اعتبار سے یہی تفہیم کی گئی ہے.

نوٹ:-

اس آیت کی شانِ نزول سے متعلق اور بھی روایات ہیں، ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول سے پہلے مختلف اسباب پیدا ہوئے ہوں اور بعد میں ایک ہی مرتبہ یہ آیت نازل ہوگئی ہو جیسا کہ علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں کہ آیت کا نزول مختلف اسباب کی وجہ سے ہوا ہو جو آیت نازل ہونے سے پہلے وقوع پذیر ہوئے تھے اور جب ان (روایات جن میں یہ اسباب (بیان ہوئے) کی اسناد صحیح ہیں اور ان میں تطبیق واضح ہے تو پھر ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

سوال 12:- "لا ترفعوا اصواتکم" کے نزول کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا احوال کیا تھا تحریر فرمائیں؟

ج:- جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بہت محتاط ہو گئے اور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کے دوران بہت سی احتیاطوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تاکہ آواز زیادہ بلند نہ ہو جائے

نیز اپنے علاوہ دوسروں کو بھی اس ادب کی سختی سے تلقین کرتے تھے، اسی طرح آپ کے وصالِ ظاہری کے بعد آپ کے روضئہ انور کے پاس (خود بھی آواز بلند نہ کرتے اور) دوسروں کو بھی آواز اونچی کرنے سے منع کرتے تھے۔ یہاں اسی سے متعلق 2 واقعات ملاحظہ ہوں۔

(1)۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں. جب یہ آیت "یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ" نازل ہوئی تو میں نے عرض کی؛ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. اللہ تعالیٰ کی قسم آئندہ میں آپ سے سرگوشی کے انداز میں بات کیا کروں گا۔

(2)۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت نازل ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال یہ تھا کہ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بہت آہستہ آواز سے بات کرتے حتیٰ کہ بعض اوقات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بات سمجھنے کے لئے دوبارہ پوچھنا پڑتا کہ کیا کہتے ہو۔

③۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے اور (اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے) کہنے لگے: میں اہل نار سے ہوں۔ (جب یہ کچھ عرصہ بارگاہِ رسالت میں حاضر نہ ہوئے تو) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اُن کا حال دریافت فرمایا، انہوں نے عرض کی وہ میرے پڑوسی ہیں اور میری معلومات کے مطابق انہیں کوئی بیماری بھی نہیں ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ نے حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے کہا: یہ آیت نازل ہوئی ہے اور تم لوگ جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں (اور جب ایسا ہے) تو میں جہنمی ہو گیا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ صورتِ حال حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا "وہ جہنمی نہیں بلکہ وہ جنت والوں میں سے ہیں۔"

④۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس تھا ایک شخص نے کہا:

اسلام لانے کے بعد اگر میں صرف حاجیوں کو پانی پلانے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ دوسرے شخص نے کہا، اسلام لانے کے بعد اگر میں مسجدِ حرام کو آباد کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہ کروں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ تیسرے شخص نے کہا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا تمہاری کہی ہوئی باتوں سے افضل ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں ڈانٹتے ہوئے فرمایا: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اپنی آواز بلند نہ کرو۔

(5) ۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجدِ نبوی میں دو شخصوں کی بلند آواز سنی تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا "کیا تم دونوں جانتے ہو کہ کہاں کھڑے ہو پھر ارشاد فرمایا،

(5)......ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہ نے مسجد نبوی میں دو لوگوں کی بلند آوازیں سنیں تو آپ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''کیا تم دونوں جانتے ہو کہ کہاں کھڑے ہو؟ پھر ارشاد فرمایا: تم کس علاقے سے تعلق رکھتے ہو؟ دونوں نے عرض کی: ہم طائف کے رہنے والے ہیں: ارشاد فرمایا: اگر تم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہوتے تو میں (یہاں آواز بلند کرنے کی وجہ سے) تمہیں ضرور سزا دیتا (کیونکہ مدینہ منورہ میں رہنے والے دربارِ رسالت صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم کے آداب سے خوب واقف ہیں)۔ (2)

(6)......اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ لکھتے ہیں: امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے روضۂ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا، فرمایا: کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے، اور یہی آیت (یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ) تلاوت کی۔ (ہوسکتا ہے کہ واقعہ وہی ہو جو اوپر چار نمبر کے تحت بیان ہوا ہے۔) (3)

سوال 13

"لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ" میں دیئے گئے حکم پر دیگر بزرگانِ دین کا عمل تحریر کریں؟

صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُمْ نے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی آپ کی بارگاہ کا بے حد ادب واحترام کیا اور اللّٰه تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ کے جو آداب انہیں تعلیم فرمائے انہیں دل وجان سے بجالائے ،اسی طرح ان کے بعد تشریف لانے والے دیگر بزرگانِ دین رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ نے بھی دربارِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے آداب کا خوب خیال رکھا اور دوسروں کو بھی وہ آداب بجالانے کی تلقین کی ،چنانچہ یہاں ان کی سیرت کے اس پہلو سے متعلق 3 واقعات ملاحظہ ہوں:

(1)......ابو جعفر منصور بادشاہ مسجدِ نبوی میں حضرت امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے ایک مسئلے کے بارے میں گفتگو کررہا تھا،(اس دوران اس کی آواز کچھ بلند ہوئی تو) امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اس سے فرمایا: اے مسلمانوں کے امیر! اس

CamScanner

مسجد میں آواز بلند نہ کر کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک جماعت کو ادب سکھایا اور فرمایا:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ [1]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور ایک جماعت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ [2]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جولوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

اور ایک جماعت کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ [3]

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک جولوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں۔

بے شک وصال کے بعد بھی حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت ایسی ہے جیسی آپ کی ظاہری حیات میں تھی۔ (یہ سن کر) ابو جعفر نے عاجزی کا اظہار کیا اور کہا: اے ابو عبد اللہ! میں قبلہ رُو ہو کر دعا کروں یا، رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف رخ کروں؟ امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: تُو حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کیوں رُخ پھیرتا ہے حالانکہ حضورِ انور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تیرے اور تیرے جدِ اَمجد حضرت آدم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وسیلہ ہیں، تُو حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی طرف رُخ کر اور شفاعت کی درخواست کر، اللہ تعالیٰ تیرے لئے شفاعت قبول فرمائے گا۔ [4]

(2)......امام مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (مسجدِ نبوی میں درس دیا کرتے تھے، جب ان) کے حلقۂ درس میں لوگوں کی تعداد زیادہ ہوئی تو ان سے عرض کی گئی: آپ ایک آدمی مقرر کرلیں جو (آپ سے حدیث پاک سن کر) لوگوں کو سنا دے۔ امام مالک رَضِیَ

1......حجرات:۲.
2......حجرات:۳.
3......حجرات:۴.
4......الشفاء، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واعلم ان حرمة النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم... الخ، ص ٤١، الجزء الثانی.

اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (1)

ترجمۂ کنزالعِرفان: اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی عزت وحرمت زندگی اور وفات دونوں میں برابر ہے (اس لئے میں یہاں کسی شخص کو آواز بلند کرنے کے لئے ہرگز مقرر نہیں کرسکتا)۔ (2)

(3)......حضرت سلیمان بن حرب رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: ایک دن حضرت حماد بن زید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے حدیث پاک بیان کی تو ایک شخص کسی چیز کے بارے میں کلام کرنے لگ گیا، اس پر حضرت حماد رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ غضبناک ہوئے اور کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ (3)

ترجمۂ کنزالعِرفان: اپنی آوازیں نبی کی آواز پر اونچی نہ کرو۔

اور میں کہہ رہا ہوں کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا جبکہ تم کلام کررہے ہو (یعنی آواز اگرچہ میری ہے لیکن کلام تو حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ہے، پھر تم اس کلام کو سنتے ہوئے کیوں گفتگو کررہے ہو)۔ (4)

سوال 16

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ سے متعلق 3 اہم باتیں تحریر کریں؟

CS CamScanner

آیت "لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ" سے متعلق 3 اَہم باتیں

یہاں اس آیت سے متعلق 3 اَہم باتیں ملاحظہ ہوں:

(1)......بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا جو ادب واحترام اس آیت میں بیان ہوا، یہ آپ کی ظاہری حیاتِ مبارکہ کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ آپ کی وفاتِ ظاہری سے لے کر تا قیامت بھی یہی ادب واحترام باقی ہے۔ مفتی احمد یار خان نعیمی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اب بھی حاجیوں کو حکم ہے کہ جب روضۂ پاک پر حاضری نصیب ہو تو سلام بہت آہستہ کریں اور کچھ دور کھڑے ہوں بلکہ بعض فُقہا نے تو حکم دیا ہے کہ جب حدیثِ پاک کا درس ہو رہا ہو تو وہاں دوسرے لوگ بلند آواز سے نہ بولیں کہ اگرچہ بولنے والا (یعنی حدیثِ پاک کا درس دینے والا) اور ہے مگر کلام تو

1......حجرات:۲.

2......الشفا، القسم الثانی، الباب الاول، فصل واعلم ان حرمة النّبی صلی اللّٰه علیه وسلم... الخ، ص ٤٣، الجزء الثانی.

3......حجرات:۲.

4......شعب الایمان، الخامس عشر من شعب الایمان... الخ، ۲/۲۰۶، روایت نمبر: ١٥٤٦.

رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا ہے۔[1]

(2)...... بارگاہِ رسالت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ میں ایسی آواز بلند کرنا منع ہے جو آپ کی تعظیم وتوقیر کے برخلاف ہے اور بے ادبی کے زُمرے میں داخل ہے اور اگر اس سے بے ادبی اور توہین کی نیت ہو تو یہ کفر ہے، لہٰذا جنگ کے دوران یا اَشعار کی صورت میں کفار کی مذمت بیان کرنے کے دوران صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمۡ کی جو آوازیں بلند ہوئیں وہ اس آیت میں داخل نہیں کیونکہ یہ تعظیم وتوقیر کے خلاف نہ تھیں بلکہ بعض مقامات پر نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی اجازت سے تھیں، اسی طرح اذان کے وقت جو آواز بلند ہوئی وہ بھی اس میں داخل نہیں کیونکہ اذان ہوتی ہی بلند آواز سے ہے۔

(3)......علماءِ کرام کی مجالس میں بھی آواز بلند کرنا ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ انبیاءِ کرام عَلَیۡہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے وُارث ہیں۔[2]

١٢

سوال 15

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اس آیت کا شانِ نزول تحریر کریں؟

ج: جب یہ آیت نازل ہوئی تو اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور کچھ دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بہت احتیاط لازم کر لی اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں بہت ہی پست آواز سے عرض معروف کرتے (جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے)۔

CamScanner

ان حضرات کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور ان کے
عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا "بیشک جو لوگ
ادب اور تعظیم کے طور پر اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ
ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے پرہیز گاری کے لئے
پرکھ لیا (اور ان میں موجود پرہیز گاری کو ظاہر فرما دیا)
ہے، ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

سوال 16

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ سے حاصل ہونے والی معلومات تحریر فرمائیں؟

CamScanner

اس آیت سے 5 باتیں معلوم ہوئیں

(1)......تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضورِ اَقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔

(2)......اللّٰہ تعالیٰ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ کے دل تقویٰ کے لئے پَرَکھ لئے ہیں تو جو انہیں مَعَاذَ اللّٰہ فاسق مانے وہ اس آیت کا مُنکر ہے۔

(3)......صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ انتہائی پرہیز گار اور اللّٰہ تعالیٰ سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے کیونکہ جس نے نبیِّ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو اللّٰہ تعالیٰ کا رسول مان لیا اور آپ کی اس قدر تعظیم کی کہ آپ کے سامنے اس ڈر سے اپنی آواز تک بلند نہ کی کہ کہیں بلند آواز سے بولنے کی بنا پر اس کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں تو اس کے دل میں اللّٰہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کا خوف کتنا زیادہ ہوگا۔

(4)......حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کی بخشش یقینی ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا ہے۔

(5)......ان دونوں بزرگوں کا اجر و ثواب ہمارے وہم و خیال سے بالا ہے کیونکہ اللّٰہ تعالیٰ نے اسے عظیم فرمایا ہے۔

سوال ۱۶

حضرت ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کی شان تحریر کریں؟

16 (حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہُ نے اپنی معذوری کے باوجود اپنے اوپر یہ لازم کرلیا تھا کہ وہ کبھی نبیِؐ کریم صَلّٰی

اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی آواز پر اپنی آواز بلند نہیں کریں گے، ان کے بارے میں حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں: ہم اہلِ جنت میں سے ایک شخص کو اپنے سامنے چلتا ہوا دیکھتے تھے اور جب یمامہ کے مقام پر مُسیلمہ سے جنگ ہوئی تو حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے دیکھا کہ مسلمانوں کا ایک گروہ شکست کھا گیا ہے، یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا: ان لوگوں پر افسوس ہے، پھر حضرت حذیفہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے غلام حضرت سالم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے فرمایا: ہم رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ اللّٰہ تعالیٰ کے دشمنوں سے اس طرح جنگ نہیں کیا کرتے تھے۔ پھر یہ دونوں ڈٹ گئے اور لڑائی کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہوگئے۔ حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی شہادت کے بعد ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے انہیں خواب میں دیکھا، انہوں نے فرمایا: فلاں شخص میری ذرع اتار کر لے گیا ہے اور وہ لشکر کے کونے میں گھوڑے کے پاس پتھر کی ہنڈیا کے نیچے رکھی ہوئی ہے، لہٰذا آپ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاس جائیں اور انہیں اس کی خبر دیں تاکہ وہ میری ذرع واپس لے سکیں اور رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کے پاس جائیں اور ان سے عرض کریں: مجھ پر قرض ہے، تاکہ وہ میرا قرض ادا کردیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔ چنانچہ ان صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو اس کی خبر دی تو انہوں نے ذرع اور گھوڑے کو اسی طرح پایا جیسے حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے بیان فرمایا تھا، انہوں نے ذرع لے لی اور حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کو اس خواب کی خبر دی۔ حضرت ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ نے حضرت ثابت رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی وصیت کو نافذ کردیا۔ حضرت مالک بن انس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا فرماتے ہیں: مجھے اس وصیت کے علاوہ کوئی ایسی وصیت معلوم نہیں جو کسی کی وفات کے بعد نافذ کی گئی ہو۔[1]

سوال 18

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ اس آیت کا شانِ نزول
بیان کریں؟

CamScanner

۱۸ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ: بیشک جولوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں۔﴾ شانِ نزول: بنو تمیم کے چند لوگ دوپہر کے وقت رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ میں پہنچے، اس وقت حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ آرام فرمارہے تھے، ان لوگوں نے حُجروں کے باہر سے حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنا شروع کردیا اور حضور پُرنور صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ باہر تشریف لے آئے، ان لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی جلالتِ شان کو بیان فرمایا گیا کہ سیّد المرسلین صَلَّی اللّٰہ تعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہِ اقدس میں اس طرح پکارنا جہالت اور بے عقلی ہے۔(1) 18

سوال ۱۹

وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ، اس آیت کی تفسیر تحریر کریں؟

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا: اور اگر وہ صبر کرتے۔﴾ اس آیت میں ان لوگوں کو ادب کی تلقین کی گئی کہ انہیں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو پکارنے کی بجائے صبر اور انتظار کرنا چاہئے تھا یہاں تک کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خود ہی مُقَدَّس حجرے سے باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے آتے اور اس کے بعد یہ لوگ اپنی عرض پیش کرتے۔ اگر وہ اپنے اوپر لازم اس ادب کو بجالاتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور جن سے یہ بے ادبی سرزد ہوئی ہے اگر وہ توبہ کریں تو اللّٰہ تعالیٰ اُنہیں بخشنے والا اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔[2]

1......مدارك، الحجرات، تحت الآية: ٤، ص١١٥١، ملخصاً.

سوال 20

علماء اور اساتذہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک ادب تحریر کریں؟

CamScanner

اس آیت سے اشارۃً معلوم ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مُقَرَّب بندوں اور باعمل علماء کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو ان کے آستانے کا دروازہ بجا کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ انتظار کرنا چاہیے تاکہ وہ اپنے معمول کے مطابق آستانے سے باہر تشریف لے آئیں۔ ہمارے بزرگانِ دین کا یہی طرزِ عمل ہوا کرتا تھا، چنانچہ بلند پایہ عالم حضرت ابو عبید رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرمایا کرتے تھے: میں نے کبھی بھی کسی استاد کے دروازہ پر دستک نہیں دی بلکہ میں ان کا انتظار کرتا رہتا اور جب وہ خود تشریف لاتے تو میں ان سے اِستفادہ حاصل کرتا۔

CamScanner

سوال 21

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
واقعہ لکھیں؟

CamScanner

اسی طرح حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہو جاتے اور ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے (بلکہ خاموشی سے ان کا انتظار کرتے) یہاں تک کہ وہ اپنے معمول کے مطابق باہر تشریف لے آتے۔ حضرت اُبی بن کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا کا یہ طرزِ عمل بہت برا معلوم ہوا تو آپ نے ان سے فرمایا: آپ نے دروازہ کیوں نہیں بجایا (تاکہ میں فوراً باہر آ جاتا اور آپ کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑتی؟) حضرت عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا نے جواب دیا: عالم اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی امت میں ہوتا ہے (یعنی عالم نبی کا وارث ہوتا ہے) اور (چونکہ) اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ" (اس لئے میں نے بھی دروازہ بجانے کی بجائے آپ کے خود ہی تشریف لے آنے کا انتظار کیا)۔

علامہ آلوسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ اپنا طرزِ عمل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا، اس کے بعد میں عمر بھر اسی کے مطابق اپنے استادوں کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔ (1)

CamScanner

سوال 22

وَلَدًا اَنتُم مُدبَرُوا : سے حاصل ہونے والی معلومات تحریر کریں ؟

CamScanner

22) اس آیت سے مزید دو باتیں معلوم ہوئیں،

CamScanner

(1)......اس سے بھی معلوم ہوا کہ حضور پُر نور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے دربار شریف کے آداب اللہ تعالیٰ نے بنائے اور اسی نے سکھائے ہیں، یادرہے کہ یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جنوں، انسانوں اور فرشتوں سب پر جاری ہیں اور یہ آداب کسی خاص وقت تک کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔

22

(2)......اکابرین کی بارگاہ کا ادب کرنا بندے کو بلند درجات تک پہنچاتا ہے اور دنیا وآخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔

CamScanner

23

سوال

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا،

اس آیت کی تفسیر تحریر کریں؟

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔﴾ ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے جس میں کسی کی شکایت ہو تو صرف اس کی بات پر اعتماد نہ کرو بلکہ تحقیق کرلو کہ وہ صحیح ہے یا نہیں کیونکہ جو فسق سے نہیں بچا وہ جھوٹ سے بھی نہ بچے گا تاکہ کہیں کسی قوم کو انجانے میں تکلیف نہ دے بیٹھو پھر ان کی براءت ظاہر ہونے کی صورت میں تمہیں اپنے کیے پر شرمندہ ہونا پڑے۔

23

CamScanner

سوال 24

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ اس آیت کا شانِ نزول بیان کریں؟

(29 مفسرین نے اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا ہے کہ رسول کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم نے حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بنی مُصطلق سے صدقات وصول کرنے بھیجا، زمانۂ جاہلیت میں ان کے اور اُن کے درمیان دشمنی تھی، جب حضرت ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ اُن کے علاقے کے قریب پہنچے اور اُن لوگوں کو خبر ہوئی تو اس خیال سے کہ

حضرت ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ رسولِ کریم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم کے بھیجے ہوئے ہیں، بہت سے لوگ ان کی تعظیم کے لئے ان کا استقبال کرنے آئے، لیکن حضرت ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ نے گمان کیا کہ یہ پرانی دشمنی کی وجہ سے مجھے قتل کرنے آرہے ہیں، یہ خیال کر کے حضرت ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ واپس ہو گئے اور سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم سے (اپنے گمان کے مطابق) عرض کر دیا کہ حضور! ان لوگوں نے صدقہ دینے سے منع کر دیا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہو گئے ہیں۔ حضورِ اکرم صَلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلّم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالٰی عنہ کو حالات کی تحقیق کے لئے بھیجا، حضرت خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ نے دیکھا کہ وہ لوگ اذانیں کہتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں اور ان لوگوں نے صدقات پیش کر دیئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالٰی عنہ یہ صدقات لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا، اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (1) 29)

CamScanner

سوال 25

حضرت ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی ہیں اور صحابہ میں کوئی فاسق نہیں اس کے متعلق کتاب میں کیا لکھا ہے؟

25) یاد رہے کہ اس آیت میں بطورِ خاص حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو فاسق نہیں کہا گیا بلکہ ایک اسلامی قانون بیان کیا گیا ہے لہٰذا اس آیت کی بنا پر انہیں فاسق نہیں کہہ سکتے، جیسا کہ علامہ احمد صاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں:

اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ ہے لیکن فاسق سے مراد بطورِ خاص حضرت ولید رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نہیں ہیں کیونکہ آپ فاسق نہیں بلکہ عظیم صحابی ہیں۔[2] (25

سوال نمبر ۱۱۔ ط26

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کے پیشِ نظر کیا فرماتے ہیں؟

26 (امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: (اس آیت کے پیشِ نظر کسی شخص کا) حضرت ولید رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ پر فاسق کا اطلاق کرنا بڑی خطا ہے کیونکہ انہوں نے وہم اور گمان کیا جس میں خطا کر گئے اور خطا کرنے والے کو فاسق نہیں کہا جاتا۔ (3)

ط26

سوال 27

اس آیت کا خلاصہ تحریر کریں؟

27 (خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت کے نزول کا سبب اگرچہ حضرت ولید بن عقبہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کا واقعہ ہی ہو، لیکن یہ نہیں ہے کہ آیت میں بطورِ خاص آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو ہی فاسق کہا گیا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ (اس واقعے میں یا اس سے پہلے ان سے کوئی ایسا کام سرزد نہیں ہوا جس کی بنا پر انہیں فاسق کہا جا سکے اور) اس واقعے میں بھی انہوں نے بنو مصطلق کی طرف جو بات منسوب کی تھی وہ اپنے گمان کے مطابق صحیح سمجھ کر کی تھی اگرچہ حقیقت میں وہ غلط تھی اور یہ ایسی چیز نہیں جس کی بنا پر کسی کو فاسق قرار دیا جا سکے۔ 27 (

معاشرے کو امن کا گہوارہ بنانے میں اسلام کا کردار

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دینِ اسلام ان کاموں سے روکتا ہے جو معاشرتی امن کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں اور وہ کام کرنے کا حکم دیتا ہے جن سے معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بنتا ہے، جیسے مذکورہ بالا آیت میں بیان کئے گئے اصول کو اگر ہم آج کل کے دَور میں پیشِ نظر رکھیں تو ہمارا معاشرہ امن کا گہوارہ بن سکتا ہے کیونکہ ہمارے ہاں لڑائی جھگڑے اور فسادات ہوتے ہی اسی وجہ سے ہیں کہ جب کسی کو کوئی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اس کی تصدیق نہیں کرتا بلکہ فوراً غصہ میں آجاتا ہے اور وہ کام کر بیٹھتا ہے جس کے بعد ساری زندگی پریشان رہتا ہے۔ اسی طرح ہمارے ہاں خاندانی طور پر جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ اسی نوعیّت کے ہوتے ہیں۔ چاہے وہ ساس بہو کا معاملہ ہو یا شوہر وبیوی کا کہ تصدیق نہیں کی جاتی اور لڑائیاں شروع کردی جاتی ہیں۔

آیت "اِنۡ جَآءَکُمۡ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوۡۤا" سے حاصل ہونے والی معلومات

اس آیت سے چار باتیں معلوم ہوئیں:

(1)......ایک شخص اگر عادل ہو تو اس کی خبر معتبر ہے۔

(2)......حاکم یک طرفہ بیان پر فیصلہ نہ کرے بلکہ فریقین کا بیان سن کر ہی کوئی فیصلہ کرے۔

(3)......غیبت کرنے والے اور چغل خور کی بات ہرگز قبول نہ کی جائے۔

(4)......کسی کام میں جلدی نہ کی جائے ورنہ بعد میں پچھتانا پڑ سکتا ہے۔

CamScanner